تقریر بابت تربیت
وقت 5-7 منٹ

❀❀❀ تقریر ❀❀❀

حق مہر کی اہمیت

(خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ‌ۚ وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ‌ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً‌ ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا (النساء:25)

کہ عورتوں میں سے وہ (بھی تم پر حرام ہیں) جن کے خاوند موجود ہوں سوائے ان کے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوں۔ یہ اللہ کی طرف سے تم پر فریضہ ہے اور تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو اس کے علاوہ ہے کہ تم (انہیں) اپنانا چاہو، اپنے اموال کے ذریعہ اپنے کردار کی حفاظت کرتے ہوئے نہ کہ بے حیائی اختیار کرتے ہوئے۔ پس اُن کو اُن کے مہر فریضہ کے طور پر دو اس بنا پر کہ جو تم اُن سے استفادہ کر چکے ہو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارہ میں جو تم مہر مقرر ہونے کے بعد (کسی تبدیلی پر) باہم رضامند ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفی نبیوں کا سردار

پیارے سامعین! مجھے آج حق مہر کی اہمیت کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے بطور قسط دوم پیش کرنا ہے اور آج اِس حوالے جماعتِ احمدیہ کے پانچوں خلفاء کے حق مہر کے متعلق ارشادات پیش کروں گا۔

سب سے پہلے **حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ** کے ارشادات پیش ہیں۔

آپؓ وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً: مسلمان جب پہلے پہلے یہاں آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا۔ وہ لاکھوں کا مہر باندھ دیتے تھے۔ مگر اب یہ حالت نہیں ہیں پس قدر کے مطابق مہر باندھو اور دل سے ادا کرو۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، 22 جولائی 1909ء)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

"ہندوستان میں لاکھوں کے مہر باندھے جاتے ہیں۔ میرا بھی ایک نکاح ہوا تھا جب مہر حد سے زیادہ بندھنے لگا مَیں بول پڑا۔ عورتوں میں شور مچ گیا۔ استاد بھی ناراض ہوگئے کہ دولہا بولتا ہے مگر ہم نے 500 سے زیادہ منظور نہ کیا۔" (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 15)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے نکاح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا:

" مَیں نہیں جانتا کہ میری قوم کیا ہے؟ مگر میرا علم بتاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں۔ حضرت عمرؓ میرے جدِّ امجد بڑے مہروں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر ایک مرتبہ جب ایک عورت نے کہا۔ اَلْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ (ال عمران:15) بھی مہر ہو۔ خدا نہیں روکتا تو عمر کون روکنے والا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمر سے تو مدینہ کی عورتیں بھی اَفْقَہ ہیں۔ پس ایک فاروقی کے منہ سے اس وقت 56 ہزار کے مہر کو خفیف سمجھنا ضرور قابل غور ہے۔ کیا میرے جیسے آدمی کا مہر اتنا باندھا جاسکتا ہے جس نے آیا تو کھالیا، کپڑا مل گیا تو پہن لیا۔ اس کا مہر تو اسی حیثیت کا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ایک صحابی کو کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا! لوہے کی انگوٹھی ہی لے آ۔ جب اُس نے اِس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ صرف تہ بند ہے تو اس کا مہر بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ (بخاری کتاب النکاح باب السلطان ولی) فرمایا۔ فقہاء نے اِس پر اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ تیری قرآن دانی کے بدلے اور بعض کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم دینے کے لئے۔ بہر حال مہروں کا اندازہ انسان کے حالات پر ہوتا ہے۔ چار سو درہم یا دو سو درہم یا پانچ سوٹکا سلطانی یہ کوئی شرعی حدود یا قیود نہیں ہیں۔ پس جو لوگ کل کی بات کو غور سے سوچتے ہیں اُن کو اور بھی مشکلات ہوتے ہیں۔ بہر حال حضرت صاحب نے تمام امور کو مدّ نظر رکھ کر 56 ہزار تجویز فرمایا ہے اور میری اپنی سمجھ میں یہ مہر اِن حالات کے ماتحت جو خواتین کے ہاں پیش آتے ہیں کچھ بھی نہیں اور بہت تھوڑی رقم ہے۔ تاہم حضرت صاحب نے بڑی رضامندی سے اس مہر پر مبارکہ بیگم کا نکاح کر دینا قبول فرمایا۔ اس سے یہ اجتہاد نہیں ہو سکتا کہ نور دین جیسے کا بھی کی مہر ہو۔ مہر حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔"

(خطبات نور صفحہ 290-291)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ ایک مرد اپنی عورت کو طلاق نہیں دینا چاہتا لیکن عورت کے رشتہ دار طلاق لینے کے خواہشمند ہیں۔ اس صورت میں مرد پر مہر کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

فرمایا۔"اس صورت میں مرد کو مہر قطعاً نہیں دینا پڑتا بلکہ مرد کچھ لے لے تو بھی جائز ہے۔"

(البدر جلد 12 نمبر 6 مورخہ 18 اگست 1912ء صفحہ 3-5)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

آپؓ فرماتے ہیں

" اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ ہدایت دیتا ہے کہ مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ۔ اگر تم عورتوں کو اُن کے چھونے سے پہلے طلاق دے دو یا ایسی صورت میں طلاق دو کہ تم نے اُن کا مہر مقرر نہ کیا ہو تو دونوں صورتوں میں تمہارا فرض ہو گا کہ تم اُن سے حسن سلوک کرو اور انہیں مناسب رنگ میں کچھ سامان دے دو۔ مالی وسعت رکھنے والا اپنی طاقت کے مطابق اس کام میں حصہ لے اور تنگدست اپنے حالات کو مدّ نظر رکھ کر حصہ لے اور یہ صرف طوعی نیکی نہیں بلکہ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ نیکی اور تقویٰ سے کام لینے والوں پر ہم نے یہ واجب کر دیا ہے کہ وہ عورتوں کو حسن سلوک کے ساتھ رخصت کریں۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک انصاری نے ایک عورت سے شادی کی مگر اُس کا مہر مقرر نہ کیا۔ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّهَا۔ پھر مجامعت سے قبل اُسے طلاق دے دی۔ جب یہ معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم نے احسان کے طور پر اُسے کوئی چیز بھی دی ہے اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مَتِّعْهَا بِقَلَنْسُوَتِكَ اگر تمہارے پاس اور کوئی چیز نہیں تو اپنی ٹوپی ہی اُتار کر اس کے حوالے کر دو۔ (تفسیر بحر محیط زیر آیت ھذا) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کس قدر حکم ہے۔ کہ اگر اور کوئی چیز نہ ہو تو مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی ٹوپی یا پگڑی ہی اُتار کر اُسے دے دے اور خالی ہاتھ نہ جانے دے۔

لیکن اگر اس بارے میں کوئی جھگڑا پیدا ہو تو چونکہ قرآن کریم نے اصولی طور پر فیصلہ فرما دیا ہے کہ جھگڑے کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کیا کرو۔ اس لئے اختلاف کی صورت میں قاضی کے پاس فیصلہ لے جانا چاہیے وہ حالات دیکھ کر فیصلہ دے گا کہ خاوند نے اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو اُس کا حق ادا کیا ہے یا نہیں؟"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 375-376)

آپؓ سورۃ البقرہ کی آیت 238 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پہلے یہ بتایا تھا کہ اگر مہر مقرر نہ ہو اور طلاق کی ضرورت پیش آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟ اب یہ بتاتا ہے کہ اگر مہر تو مقرر ہو چکا ہو مگر میاں بیوی کا تعلق قائم نہ ہوا ہو اور طلاق کی نوبت آجائے۔ تو کیا کرنا چاہیے؟ فرماتا ہے ایسی صورت میں طلاق دیتے وقت تمہیں نصف مہر ادا کرنا پڑے گا۔

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ کے متعلق اختلاف ہوا ہے کہ مَسّ سے کیا مراد ہے؟ (1) بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد میاں بیوی کا آمنے سامنے ہو جانا یا ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا مراد ہے۔ مخصوص تعلقات مراد نہیں۔ (تفسیر مظہری زیر آیت ھذا) (2) لیکن بعض کہتے ہیں کہ مَسّ سے مراد مخصوص تعلقات ہیں۔ کیونکہ چھونا محاورہ کے طور پر صحبت کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے (املاء مامن بہ من الرحمن)۔ میرے نزدیک اس کی تشریح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واقعہ سے ہو جاتی ہے۔

جب عرب فتح ہوا اور اسلام پھیلنے لگا تو کندہ قبیلہ کی ایک عورت جس کا اسماء نام تھا اور وہ جونیہ یا بنت الجون بھی کہلاتی تھی اُس کا بھائی لقمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کی طرف سے بطور وفد حاضر ہوا اور اس موقع پر اُس نے یہ بھی خواہش کی کہ اپنی ہمشیرہ کی شادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دے اور بالمشافہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست بھی کر دی کہ میری ہمشیرہ جو پہلے ایک رشتہ دار سے بیاہی ہوئی تھی اب بیوہ ہے نہایت خوبصورت اور لائق ہے آپ اس سے شادی کر لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ قبائل عرب کا اتحاد منظور تھا۔ آپ نے اس کی یہ دعوت منظور کر لی اور فرمایا کہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی پر نکاح پڑھ دیا جائے۔ اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم معزز لوگ ہیں مہر تھوڑا ہے آپ نے فرمایا۔ اس سے زیادہ مَیں نے اپنی کسی بیوی یا لڑکی کا مہر نہیں باندھا۔ جب اُس نے رضامندی کا اظہار کر دیا تو نکاح پڑھا گیا اور اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو بھیج کر اپنی بیوی منگوا لیجیے۔ آپ نے ابا اسید کو اس کام پر مقرر کیا۔ وہ تشریف لے گئے۔ جونیہ نے اُن کو اپنے گھر بلایا تو آپ نے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر حجاب نازل ہو چکا ہے۔ اس پر اس نے دوسری ہدایات دریافت کیں جو آپ نے بتا دیں اور اونٹ پر بٹھا کر مدینہ لے آئے اور ایک مکان میں جس کے گرد کھجوروں کے درخت بھی تھے لا کر اُتارا۔ اُس کے ساتھ اُس کی دایہ بھی اُس کے رشتہ داروں نے روانہ کی تھی۔ جس طرح ہمارے ملک میں ایک بے تکلّف نوکر ساتھ جاتی ہے تاکہ اُسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چونکہ یہ عورت حسین مشہور تھی اور یوں بھی عورتوں کو دلہن دیکھنے کا شوق ہوتا ہے مدینہ کی عورتیں اُس کو دیکھنے گئیں اور اس عورت کے بیان کے مطابق کسی عورت نے اُس کو سکھا دیا کہ رُعب پہلے دن ہی ڈالا جاتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے پاس آئیں تو کہہ دیجیو کہ مَیں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، اس پر وہ تیرے زیادہ گرویدہ ہو جائیں گے۔ اگر یہ بات اس عورت کی بنائی ہوئی نہیں تو کچھ تعجّب نہیں کہ کسی منافق نے اپنی بیوی یا اور کسی رشتہ دار کے ذریعہ یہ شرارت کی ہو۔ غرض جب اس کی آمد کی اطلاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ اُس گھر کی طرف تشریف لے گئے جو اُس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ احادیث میں لکھا ہے۔ کہ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِي نَفْسَكِ لِي قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَاذٍ۔ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّيْنِ وَالْحِقْهَا بِأَهْلِهَا (بخاری کتاب الطلاق باب من طلق و ھل) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس تشریف لائے تو آپ نے اُسے کہا کہ تو اپنا نفس مجھے ہبہ کر دے اُس نے جواب دیا کہ کیا ملکہ بھی اپنے آپ کو عام آدمیوں کے سپرد کیا کرتی ہے؟ ابو اسید کہتے ہیں کہ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اجنبیت کی وجہ سے گھبرا رہی ہے اُسے تسلّی دینے کے لئے اُس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ ابھی رکھا ہی تھا کہ اُس نے یہ نہایت ہی گندہ اور نامعقول فقرہ کہہ دیا کہ مَیں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ چونکہ نبی خدا تعالیٰ کا نام سن کر ادب کی روح سے بھر جاتا ہے اور اُس کی عظمت کا متوالا ہوتا ہے۔ اُس کے اِس فقرہ پر آپ نے فوراً فرمایا کہ تو نے ایک بڑی ہستی کا واسطہ دیا ہے اور اس کی پناہ مانگی ہے جو بڑا پناہ دینے والا ہے اس لئے مَیں تیری درخواست کو قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ اُسی وقت باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔ اے ابا اسید! اسے دو چادریں دے دو اور اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ اس کے بعد اُسے مہر کے حصہ کے علاوہ بطور احسان دو رازقی چادریں دینے کا آپ نے حکم دیا تاکہ قرآن کریم کا حکم وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ پورا ہو۔ جو ایسی عورتوں کے متعلق ہے جن کو بلا صحبت طلاق دے دی جائے اور آپ نے اُسے رخصت کر دیا اور ابو اسید ہی اُس کو اُس کے گھر پہنچا آئے۔ اُس کے قبیلہ کے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گزری اور انہوں نے اُس کو ملامت کی مگر وہ یہی جواب دیتی رہی کہ یہ میری بدبختی ہے۔ بعض دفعہ اُس نے یہ بھی کہا کہ مجھے ورغلایا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس آئیں تو تم پرے ہٹ جانا اور نفرت کا اظہار کرنا اس طرح اُن پر تمہارا رعب قائم ہو جائے گا۔ معلوم نہیں یہ وجہ

ہوئی یا کوئی اَور بہر حال اُس نے نفرت کا اظہار کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے علیحدہ ہو گئے اور اُسے رخصت کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مَسّ سے مراد صرف چھونا نہیں بلکہ مخصوص تعلقات کا قائم ہو جانا ہے۔ ورنہ لغوی معنوں کے لحاظ سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا اور آپ اُسے چھو چکے تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 377-379)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں:

"درحقیقت عورت کا مہر اِس لیے رکھا گیا ہے کہ بعض ضروریات تو خاوند پوری کر دیتا ہے لیکن بعض ان سے بھی زائد ضرورتیں ہوتی ہیں جن کو عورت اپنے خاوند پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ پس وہ اپنے اِس حق سے ایسی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے اِس لئے اسلام نے مہر کے ذریعہ عورت کا حق مقرر کیا ہے اور وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق رکھا ہے۔ مگر لوگ اتنا مہر باندھتے ہیں کہ بعض اوقات خاوند کی ساری ساری جائداد دے کر بھی وہ مہر پورا نہیں ہوتا اور اس طرح مقدمات ہوتے ہیں اور اب تو عدالتیں ایسے دعووں میں نصف مہر عورت کو دلا دیتی ہیں اور بعض مجسٹریٹ اتنے بڑے بڑے مہروں کو ظالمانہ فعل کہہ دیتے ہیں اور بعض دفعہ مرد کی جائداد سے دلا بھی دیتے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 502)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

آپؒ فرماتے ہیں:

" جہاں تک خلع اور طلاق کا تعلق ہے اگر کوئی خاوند صرف مہر کی ادائیگی سے بچنے کے لئے عورت کو تنگ کرتا ہے کہ وہ خلع لے لے اور سمجھتا ہے کہ اِس طرح اُس کو مہر نہیں دینا پڑے گا تو وہ بڑا احمق ہے اسے جماعت چھوڑ دینی چاہیے۔ مَیں تمہیں شریعت اسلامیہ سے استہزاء نہیں کرنے دوں گا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں کرنے دیا تھا۔"

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 421)

پھر فرمایا:

" اب موجودہ زمانہ میں ایک یہ رسم ہے کہ کہہ دیتے ہیں منہ سے کہ فارم کے اوپر لکھ دو پچاس ہزار، نہ دینا، کسے دھوکہ دے رہے ہو۔ دنیا کو یا خدا کو یا اپنی ضمیر کو یا اپنی بیوی کو یا اپنے سسرال کو یا اپنے میکے کو یعنی اپنے ہی خاندان کو، کسے دھوکا دے رہے ہو؟ یہ نمائش دائرہ احمدیت و اسلام سے باہر ہو سکتی یہ جھوٹی نمائش دائرۂ اسلام واحمدیت کے اندر نہیں ہو سکتی۔ سیدھے سادے مسلمان مومن بننے کی کوشش کرو۔"

(خطبات ناصر جلد 9 صفحہ 485)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

آپؒ فرماتے ہیں:

" عورت کے حقوق کی طلاق کے معاملہ میں ایسی حیرت انگیز حفاظت فرمائی گئی ہے اور اِس تفصیل سے اُس کو بیان کیا گیا کہ جب مَیں نے دیگر مذاہب کا جائزہ لیا تاکہ موازنہ کر سکوں تو مَیں حیران رہ گیا کہ وہاں یا تو ذکر ہی نہیں ملتا یا اتنا مختصر اشارہ ذکر ملتا ہے کہ اُس سے کسی حق کی تعیین ہی نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے یہاں تک فرمایا کہ اگر شادی ہو اور حق مہر مقرر ہو چکا ہو لیکن رخصتانہ سے پہلے طلاق ہو جائے تو آدھا حق مہر پھر بھی ادا کرو۔ اس حد تک باریکی میں گیا ہے قرآن کریم کہ فرمایا کہ اگر حق مہر نہ بھی مقرر ہوا ہو اور رخصتانہ بھی نہ ہوا ہو اور طلاق ہو جائے تو اس صورت میں احسان کا سلوک کرو اور کچھ نہ کچھ ضرور ان عورتوں کو دو، جو تمہارے نام کے ساتھ ایک دفعہ منسوب ہو چکی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں کو طلاق سے پہلے ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو یعنی اموال کے پہاڑ اُن کے سپرد کر چکے ہو تو تمہارا کوئی حق نہیں کہ طلاق کے بعد اُس میں سے ایک پیسہ بھی واپس لو۔ اسی قسم کی تعلیم اتنی تفصیلی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور اس ظلم کو دیکھ کر بھی حیران ہوتا ہے کہ جب اسلام کو مطعون کیا جاتا ہے کہ اس نے عورت کے حقوق کو مسخ کیا ہے، عورت کے حقوق کو پامال کیا ہے۔ ایک ایسا گزرے ہوئے زمانوں کا مذہب ہے جس نے عورت کو ایک باندی کے طور پر حقوق سے محروم ایک شے کے طور پر پیش کیا ہے، ہرگز ایسی کوئی بات نہیں۔"

(الازھار لذوات الخمار، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مستورات سے خطاب صفحہ 165)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ حق مہر کی ادائیگی کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیت کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس کسی نے قرض اس نیت سے لیا کہ ادا نہ کرے گا تو مَیں اسے چور شمار کرتا ہوں۔(مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 131)

اب دیکھیں حق مہر ادا کرنا مرد کے لئے کتنا ضروری ہے۔ اگر نیّت میں فتور ہے تو یہ خیانت ہے، چوری ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6۔ فروری 2004ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"عام روزمرہ کے کاموں میں بھی وعدہ خلافیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور ہوتے ہوتے بعض دفعہ سخت لڑائی پر یہ چیزیں منتج ہو جاتی ہیں۔ جھگڑوں کے بعد اگر صلح کی کوئی صورت پیدا ہو تو معاہدے ہوتے ہیں اور جب صلح کرانے والے ادارے دو فریقین کی صلح کرواتے ہیں تو وہاں صلح ہو جاتی ہے، وعدہ کرتے ہیں کہ سب ٹھیک رہے گا، بعض دفعہ لکھت پڑھت بھی ہو جاتی ہے لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ صلح کر کے دفتر یا عدالت سے باہر نکلے تو پھر سر پھٹول شروع ہو گئی، کوئی وعدوں اور عہدوں کا پاس نہیں ہوتا۔ پھر نکاح کا عہد ہے فریقین کا معاملہ ہے اس کو پورا نہیں کر رہے ہوتے۔

یہ معاہدہ تو ایک پبلک جگہ میں اللہ کو گواہ بنا کر تقویٰ کی شرائط پر قائم رہنے کی شرط کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن بعض ایسی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے ان پر ظلم اور زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، گھر کے خرچ میں باوجود کشائش ہونے کے تنگی دے رہے ہوتے ہیں، بیویوں کے حق مہر ادا نہیں کر رہے ہوتے، حالانکہ نکاح کے وقت بڑے فخر سے کھڑے ہو کر سب کے سامنے یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہاں ہمیں اس حق مہر پر نکاح بالکل منظور ہے۔

اب پتہ نہیں ایسے لوگ دنیا دکھاوے کی خاطر حق مہر منظور کرتے ہیں کہ یا دل میں یہ نیت پہلے ہی ہوتی ہے کہ جو بھی حق مہر رکھوایا جا رہا ہے لکھوا لو کونسا دینا ہے، تو ایسے لوگوں کو یہ حدیث سامنے رکھنی چاہئے کہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو اس نیّت سے حق مہر رکھواتے ہیں ایسے لوگ زانی ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے اگر ایک فیصد سے کم بھی ہم میں سے ایسے لوگ ہوں، ہزار میں سے بھی ایک ہو تو تب بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ پُرانے احمدیوں کی تربیت کے معیار اعلیٰ ہوں گے تو نئے آنے والوں کی تربیت بھی صحیح طرح ہو سکے گی۔ اس لئے بہت گہرائی میں جا کر ان باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 / فروری 2004ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے حالانکہ حق مہر کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہونی چاہئے تاکہ بعض دفعہ اس کو کوئی ضرورت ہو جائے، کوئی خاص خرچ اس کے اوپر آ پڑے جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچائے، شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکے۔ یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتے تو عورت کے پاس کچھ ہو تو تبھی وہ اپنی ضرورت پوری کر سکتی ہے اور اگر حق مہر دینا ہی نہیں تو یہ دونوں صورتیں یا اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً عورت کی ضرورت ہے کسی کی مدد کرنا، کسی رشتہ دار کی مدد کرنا اور خاوند کو بتانا نہیں چاہتی تو اس کے پاس یہ رقم ہونی چاہئے۔ تو ایسی ہی کوئی نہ کوئی رقم ہو جو اس کی اپنی ہنگامی ضروریات اور اپنی مرضی کے خرچ کے لئے پوری آسکے۔

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔ یہ تو لڑکیوں کو بیچنے والی بات ہے جس کی اسلام سخت ممانعت کرتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ عورتیں اپنے خاوندوں کو حق

مہر معاف بھی کر دیتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں کہ ان کے ہاتھ میں رکھ کر پھر پوچھو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض ائمہ کا اور بزرگوں کا تو یہ فیصلہ ہے کہ عورت کو حق مہر دو پھر وہ ایک سال اس کو اپنے پاس رکھے اور پھر اگر چاہے تو خاوند کو واپس کر دے۔ تصرف میں لائے اور پھر وہ معاف کرنا چاہے یا دینا چاہے تو دے دے۔"

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2016ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں یہاں یورپ میں بعض دفعہ ایسے جھگڑے آجاتے ہیں کہ ملکی قانون جو ہے وہ حقوق دلوا دیتا ہے طلاق کی صورت میں وہ کافی ہے حق مہر نہیں دینا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ حقوق بعض دفعہ اگر بچے ہوں تو بچوں کے ہوتے ہیں۔ دوسرے کچھ حد تک اگر بیوی کے ہوں بھی تو وہ ایک وقت تک کے لئے ہوتے ہیں اس لئے بعد میں یہ مطالبہ کرنا کہ حق مہر نہ دلوایا جائے اور حق مہر میں اس کو ایڈجسٹ کیا جائے یہ میرے نزدیک جائز نہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی تو بات یہ کہ دیکھ کر حق مہر مقرر کیا جائے۔ حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو۔ اس کا تعین قضا کر سکتی ہے کتنا ہے۔ اور جب تعین ہو گیا ہے تو فرمایا کہ یہ تو ایک قرض ہے اور قرض کی ادائیگی بہر حال کرنی ضروری ہے اس لئے یہ بہانے نہیں ہونے چاہئیں کہ حق مہر ادا نہیں کیا۔ تو یہ قرض جو ہے وہ قرض کی صورت میں ادا ہونا چاہئے اس کا ان حقوق سے کوئی تعلق نہیں جو ملکی قانون دلواتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کی حیثیت دس روپے کی ہے اس کا مہر ایک لاکھ کس طرح مقرر ہو سکتا ہے۔ اس لئے حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے۔ غیر احمدیوں نے تو عجیب عجیب ایسی رسمیں بنالی ہیں یعنی دین کو بھی بالکل تمسخر بنا دیا ہے۔ بیہودہ قسم کے رسم و رواج جو ہیں وہ بیچ میں ڈال دیئے ہیں مثلاً برصغیر میں ہندوستان، پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی رواج تھا وہیں سے مَیں نے مثال دی ہے کہ مثلاً حق مہر دو من مچھر کی چربی۔ اب نہ اتنی چربی اکٹھی ہو اور نہ حق مہر ادا ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو بالکل غلط طریق کار ہے۔ ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے مان لیا جنہوں نے ان بے عمل علماء کے فیصلوں اور فتووں سے ہمیں بچا لیا۔ پس اس بات کا شکرانہ بھی اس بات میں ہے کہ شادی کرنے والے جوڑے بھی ہمیشہ قول سدید اور تقویٰ سے کام لیں اور ان کے عزیز رشتہ دار بھی۔"

(خطبہ جمعہ 25/ نومبر 2005ء)

ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا لڑکی اپنے نکاح کے موقعہ پر خود ایجاب و قبول کر سکتی ہے، نیز یہ کہ اعلان نکاح کے موقعہ پر حق مہر کا ذکر کرنا ضروری ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22 جولائی 2019ء میں اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

"..... جہاں تک اعلان نکاح میں حق مہر کے تذکرہ کی بات ہے تو یہ ضروری نہیں، کیونکہ قرآن کریم کے احکامات کے مطابق حق مہر کے تقرر کے بغیر بھی نکاح ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔ (سورۃ البقرۃ: 237)

یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جبکہ تم نے ان کو چھوا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو۔ اور (چاہیے کہ اس صورت میں) تم انہیں مناسب طور پر کچھ سامان دے دو (یہ امر) دولت مند پر اس کی طاقت کے مطابق (لازم ہے) اور نادار پر اس کی طاقت کے مطابق (ہم نے ایسا کرنا) نیکوکاروں پر واجب (کر دیا) ہے۔"

(بنیادی مسائل کے جوابات جلد اوّل صفحہ 39-40)

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)